مقالہ نمبر ۵

شعر وشاعری کرنے اور اس میں مشغول ہونے سے حافظہ بھول جائے گا؟

مولانا محمد سعد صاحب کی بعض قابل اشکال باتیں اور ان کی تحقیق

مرتب

محمد زید مظاہری ندوی استاذ حدیث وفقہ

دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقالہ نمبر ۵

شعروشاعری کرنے اوراس میں مشغول ہونے سے حافظہ بھول جائے گا؟

ابھی حال میں مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی کا ایک بیان سنا، اس میں انہوں نے خطابِ عام میں شعروشاعری کی سخت مذمت فرمائی، اور حضرت عمرؓ کے حوالہ سے بیان فرمایا کہ جوشعروشاعری کرے گا اوراس میں لگے گا وہ حافظہ بھول جائے گا، اس میں مولانا نے کوئی تفصیل بھی نہیں بیان فرمائی کہ محمودشاعری یا مذموم شاعری، بس مطلقاً شعروشاعری کرنے، پڑھنے، سننے، اوراس میں مشغول ہونے پر سخت تنقید فرمائی اور فرمایا جوایسا کرے گا وہ حافظہ بھول جائے گا۔

مولانا کے اس بیان سے سامعین پر کیا اثرات پڑے اس کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے، عوام الناس کا تبلیغی حلقہ ہمارے ان علماء ومشائخ سے جو پسندیدہ شاعری کا ذوق رکھتے تھے ان کے بارے میں کیسی کیسی بدگمانیوں میں مبتلا ہوا ہوگا؟ اس کا بھی صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے، شعروشاعری اردو کی ہو یا عربی کی ہمارے اکابرومشائخ نے ہمیشہ اس کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا، خود رسول اللہ ﷺ حضرت حسان بن ثابتؓ کو مسجد کے منبر پر بٹھا کر اشعار پڑھواتے تھے، ہمارے دینی مدارس میں اشعار پر مشتمل کتب داخلِ نصاب ہیں، نیز بہت سے مدارس میں، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں بھی شعروشاعری، بیت بازی کا سالانہ پروگرام بھی ہوتا ہے، مولانا کے بیان کی لپیٹ میں یہ سارے علماء اور مدرسہ والے بھی آجاتے ہیں، اور ان سب کی طرف سے عوام کے ذہنوں میں طرح طرح کے شکوک وشبہات پیدا ہوتے اور وہ بدگمانیوں میں مبتلا ہونے لگتے ہیں، آخر مولانا اپنے اس نوع کے تفردات سے امت کو کس رُخ پر لے جارہے ہیں، حضرت عمرؓ کا وہ کون سا اثر ہے جس کی بنا پر مولانا نے پورے وثوق سے بیان فرمایا کہ شعروشاعری کرنے سے حافظہ بھول جائے گا، یہ تو مولانا ہی کے علم میں ہوگا، باقی شعروشاعری پسندیدہ ہے یا نہیں، اوراس سلسلہ میں حضرت عمرؓ کا کیا ذوق تھا؟ اس کا اندازہ مندرجہ ذیل تصریحات سے لگانا چاہئے۔

علامہ شبلیؒ اپنی معتمد اور مستند کتاب ''الفاروق'' میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت عمرؓ کے ذوقِ سخن کا یہ حال تھا کہ اچھا شعر سنتے تھے تو بار بار مزے لے لے کر پڑھتے تھے، ایک دفعہ زہیر کے اشعار سن رہے تھے تو یہ شعر آیا: **وإنّ الحق مقطعه ثلاث — يمين أو نفار أو جلاء**

تو حسنِ تقسیم پر بہت محظوظ ہوئے اور دیر تک بار بار اس شعر کو پڑھا کئے۔

اگرچہ ان کو مہمات خلافت کی وجہ سے ان اشغال میں مصروف ہونے کا موقع نہیں مل سکتا تھا، تاہم چونکہ طبعی ذوق رکھتے تھے، سینکڑوں ہزاروں شعر یاد تھے، علماء ادب کا بیان ہے کہ ان کے حفظِ اشعار کا یہ حال تھا کہ جب کوئی معاملہ فیصل کرتے تو ضرور کوئی شعر پڑھتے تھے۔

جس قسم کے اشعار وہ پسند کرتے تھے وہ صرف وہ تھے جس میں خودداری، آزادی، شرافتِ نفس، حمیت، عبرت کے مضامین ہوا کرتے تھے، اسی بنا پر امراءِ فوج اور عمّال اضلاع کو حکم بھیج دیا تھا کہ لوگوں کو اشعار یاد کرنے کی تاکید کی جائے، چنانچہ ابوموسیٰ اشعریؓ کو یہ فرمان بھیجا:

مر من قبلك بتعلّم الشّعر، فإنه يدلّ على معنى الأخلاق، وصواب الرأى ومعرفة الأنساب.

ترجمہ: لوگوں کو اشعار یاد کرنے کا حکم دو کیونکہ وہ اخلاق کی بلند باتیں اور صحیح رائے اور انساب کی طرف راستہ دکھاتے ہیں۔

(الفاروق ص ۳۵۳، ج ۲)

تمام اضلاع میں جو حکم بھیجا تھا اس کے یہ الفاظ تھے:

علّموا أولادكم العوم والفروسية ورَوّوُهُمُ ما سار من المثل وحسن من الشعر. (ازالۃ الخفاء ص ۱۹۳)

ترجمہ: اپنی اولاد کو تیرنا، اور شہ سواری سکھاؤ، اور ضرب المثلیں اور اچھے اشعار یاد کراؤ۔ (الفاروق ص۳۵۳، ج۲)

علامہ ابن رشیق القیر وانی ''کتاب العمدۃ'' میں لکھتے ہیں:

وكان من أنقد من أهل زمانه للشعر وأنقدهم فيه معرفة. (کتاب العمدۃ ذکراشعارالخلفاء)

یعنی حضرت عمرؓ اپنے زمانہ میں سب سے بڑے شعر کے نقاد اور اداشناس تھے۔

جاحظ نے ''کتاب البیان والتبیین'' میں لکھا ہے:

كان عمر بن الخطاب اعلم الناس بالشعر. (کتاب البیان والتبیین مطبوعہ مصر ص۹۷)

یعنی عمر بن خطابؓ اپنے زمانہ میں سب سے بڑھ کر شعر کے شناسا تھے۔ (الفاروق ص۳۵۰، ج۲)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ معارف القرآن میں تحریر فرماتے ہیں:

فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ لوگو! تم اشعار جاہلیت کا علم حاصل کرو کیونکہ اس میں تمہاری کتاب کی تفسیر اور تمہارے کلام کے معانی کا فیصلہ ہوتا ہے...... عربی زبان اور اس کی لغت ومحاورات سمجھنے کے لئے شعراء جاہلیت کا کلام پڑھنا پڑھانا جائز ہے، اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ شعراء جاہلیت کا کلام جاہلانہ رسموں اور خلافِ اسلام جاہلانہ افعال واعمال پر مشتمل ہوگا، مگر قرآن فہمی کی ضرورت سے اس کا پڑھنا پڑھانا جائز قرار دیا گیا ہے۔

(معارف القرآن سورہ نحل، پ۱۴، ص۳۳۹، ج۵)

مذکورہ بالا تصریحات کو پیش نظر رکھتے ہوئے غور کرنا چاہئے کہ مولانا محترم کا مطلقاً شعروشاعری کا مذمت کرنا اور اس پر سخت تنقید کرنا اور اس کی وجہ سے حافظہ بھول جانے کی خبر دینا کس حد تک درست ہوسکتا ہے؟ نیز مولانا کی ان باتوں سے عوام میں علماء اور شعراء کی طرف سے کتنی بدگمانیاں پیدا ہوئی ہوں گی، جب کہ ہمارے اسلاف واکابر مثلاً خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوبؒ، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، حضرت مولانا صدیق احمد صاحب باندویؒ، حضرت حکیم محمد اختر صاحبؒ وغیرہم بھی شعروشاعری کا عمدہ ذوق رکھتے تھے، مولانا کے بیان سے ان اکابر کے بارے میں تبلیغی عوام شکوک وشبہات میں مبتلا ہوگئے، اور بے سمجھے ان باتوں کو نقل کرنے لگے، غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اس طرح کے بیانات سے امت کس رُخ پر جارہی ہے، اور اس کو کون سا پیغام دیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ پوری امت کی حفاظت فرمائے۔

محمد زید مظاہری ندوی
استاذ حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
۲/ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ